یوم سیاہ اور سوگ کے مروجہ طریقے شریعت کی نظر میں:

ایک تنقیدی جائزہ

Dark day and recent methods of funeral rites in light of Sharia: A critical analysis

گلزار علی[i] استراج[ii]

Abstract

A as religion, Islam enaacompasses all sides of a human life and is not limited to place of worship only. It guides the believer to follow the guideline in all moments of life whether they are of joy or grief. It does not allow crossing limitation in mouring a death.

Funeral ritree have become a part of our customs that do not interpret the spirit and vision of Islam. Such as Black Day, Silence, lighting the candles etc.

In this article the various contemporary customs have been analyzed critically in light of Quranis teachings.

Key Words*:Contemporary Customs,Worship, Quran,Back Day.*

اسلام ایک ایسا دین ہے جو مسجد یا کسی مخصوص عبادت خانے تک محدود نہیں ہے بلکہ معاشرے کے ہر فعل و عمل کے بارے میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کے احوال کے بارے میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں دنیا کا سب سے قیمتی سرمایہ انسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے[1]۔

انسان کی اسی قدر و منزلت کی وجہ سے اسلام کسی انسان کے موت پر اسے کھائی اور کھڈے میں گرانے کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس کے باعزت دفن کرنے کے لیے ایسے احکامات عطا فرمائے ہیں جن

---

[i] لیکچرر، پی ایچ ڈی سکالر عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

[ii] پی ایچ ڈی سکالر عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

سے فطرت انسانی کے جذبات مجروح نہ ہوں، مرنے والے انسان کی انسانیت کا وقار برقرار رہے اور اس کے پسماندگان کی حوصلہ افزائی اور صبر کا سامان بھی مہیا ہو سکے۔

لیکن افسوس ہے کہ مغربی تہذیب کی تقلید اور اس سے مرعوبیت کے نتیجے میں مسلمانوں نے سوگ کے ایسے طریقے اپنانے شروع کیے ہیں جن کے اسلامی احکامات کے ساتھ کوئی کنکشن نہیں ملتا جیسا کہ یوم سیاہ منانا، تھوڑی دیر خاموش رہنا، جھنڈے سرنگوں کر دینا، سیاہ پٹیاں باندھنا، تابوت کی تعزیت کرنا، ماتمی دھن بجانا اور شمعیں روشن کرنا۔ مذکورہ طریقے اسلامی احکامات اور شعائر سے بالکل موافقت نہیں رکھتے لیکن امت مسلمہ ان کو بڑے فخر سے اپناتے ہیں۔ چونکہ مغربی تہذیب کی تقلید کے ساتھ ساتھ اس کی ایک وجہ اسلامی احکامات سے بیگانگی اور جہالت بھی ہے۔

لہذا اس مقالہ میں سوگ کے اسلامی احکامات پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے علماء وفقہاء کی نظر میں غیر اسلامی طریقوں کی حیثیت بیان کی جائے گی۔

میت پر آنسو بہانا

اسلام نے اظہار غم وسوگ کے فطرتی طریقے پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے بلکہ اسے آزاد چھوڑ دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی اپنے کے بچھڑ جانے پر آنکھوں سے آنسو آنا سلام میں ممنوع نہیں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لإِبْرَاهِيمَ – عَلَيْهِ السَّلاَمُ – فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – تَذْرِفَانِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ – رضى الله عنه – وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ « يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ». ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ – صلى الله عليه وسلم: إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلاَ نَقُولُ إِلاَّ مَا يَرْضَى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ[2]

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف القین کے گھر میں داخل ہوئے جو کہ (آپ ﷺ کے فرزند) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مرضعہ کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو چوما اور سونگھا۔ پھر ہم وہاں داخل ہوئے جب کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے۔ سیدنا عبد

الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی (روتے ہیں)؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر دوبارہ اسی طرح کیا اور کہا: بے شک آنسو بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے لیکن ہم نہیں کہتے مگر وہ جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غم زدہ ہیں۔"

میت پر سوگ منانے کی مدت

اسلامی شریعت نے میت پر افسوس واندوہ منانے کے لیے تین دن کی مدت رکھی ہے چنانچہ روایت ہے:

قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ ، أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ : لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[3]

"سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت چلی گئی جب کہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب وفات پا چکے تھے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی آمیزش تھی پھر وہ خوشبو ایک کنیز نے آپ کو لگائی اور ام المؤمنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ واللہ مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے، سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔"

"قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا ، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ، ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ « لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا [4]

"زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا، انہوں نے بھی خوشبو منگائی اور استعمال کی اور فرمایا کہ واللہ مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے

سنا ہے کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ صرف شوہر کے لیے چار مہینے دس دن کا سوگ ہے۔"

اسلام میں بیوی کا شوہر پر سوگ منانے کی مدت اور دور جاہلیت

اسلام نے بیوی کے لیے شوہر پر سوگ منانے کی مدت چار مہینے دس دن رکھے ہیں اور دور جاہلیت کے ایک سال سوگ منانے کی تردید کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[5]

"اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو عورتیں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں اور جب یہ عدت پوری کر چکیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام یعنی نکاح کر لیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے[6]۔"

سیدہ زینب اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کی احادیث اوپر گزر گئیں جن سے شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ منانے کا ثبوت ہوتا ہے، البتہ دور جاہلیت میں اس کا طریقہ کچھ الگ تھا جسے اسلام نے رد کر دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہانے اس کی تفصیل کچھ اس طرح نقل کی ہے:

قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَتَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – « لاَ » . مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لاَ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – « إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعَرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ [7]

"زینب بنت سلمہ نے فرمایا کہ میں نے ام سلمہ کو بھی یہ کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی یارسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے، تو کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ نہیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے، جاہلیت میں تو تمہیں سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی۔"

قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعَرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا ، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا ، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلاَّ مَاتَ ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِي ، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ [8]

"حمید کہتے ہیں کہ میں زینب سے پوچھا کہ سال بھر مینگنی پھینکنے کا کیا مطلب ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھری میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا، پھر کسی چوپائے، گدھے، بکری یا پرندے کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لیے اس پر ہاتھ ہاتھ پھیرتی تھی۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور مر نہ جائے۔ اس کے بعد وہ نکالی جاتی تھی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی۔ اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی تھی۔"

بیوی کا شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ منانے کی حکمت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے یہ بیان فرمائی ہے:

"رحم کے خالی ہونے کا علم حاصل کرنا تاکہ دو شخصوں کا نطفہ مل جانے سے اختلاط نسبت ہو کر باعث فساد نہ ہو[9]۔"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"چار مہینے اور دس دن مقرر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ رحم میں حمل موجود ہو۔ اگر رحم میں حمل کا وجود ہو تو اس مدت میں ظاہر ہو جائے گا کیونکہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کسی کی خلقت اس طرح جمع کی جاتی ہے کہ چالیس دن ماں کے پیٹ میں نطفہ ہوتا ہے، پھر چالیس دن جما ہوا خون ہوتا ہے اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے اور (گوشت کے ٹکڑے پر چالیس دن پورا ہونے پر) اس کے پاس فرشتہ بھیج دیا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے"۔ یہ تین چالیس جمع ہو کر چار مہینے ہو گئے (عدت کے لیے یہ مدت پوری ہونی چاہیے تھی) لیکن احتیاط کی بنا پر دس دن بڑھا دیے گئے کیونکہ کبھی کبھی بعض مہینے کم ہو جاتے ہیں یا روح پھونکنے کے بعد (بچے کی) حرکت کے ظاہر ہونے کے لیے دس دن بڑھا دیے گئے[10]۔"

چونکہ حاملہ عورت میں یہ خدشہ بچہ جننے سے ختم ہو جاتا ہے لہذا شریعت اسلامی نے حاملہ عورت کی عدت وضع حمل رکھا ہے، چاہے عورت شوہر کے مرنے کے دو گھنٹے بعد بچہ جنے یا ۸، ۹ مہینے بعد۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ [11] "اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل یعنی بچہ جننے تک ہے۔"

احادیث کی روشنی میں سوگ کے طرق ممنوعہ

دور جاہلیت میں سوگ وماتم کے کچھ طریقے رائج تھے مثلاً نوحہ وگریہ وزاری کرنا، کپڑے پھاڑنا اور رونا پیٹنا وغیرہ۔ حضور ﷺ نے ان سب سے منع کرتے ہوئے فرمایا: جو سر کے بال منڈا لے، چلا کے روئے اور کپڑے پھاڑ لے تو میں اس سے بری ہوں جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ [12]

"حضور ﷺ نوحہ کرنے والی، گلا نوچنے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے بری ہے۔"

دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ – رضى الله عنه – قَالَ قَالَ النَّبِىُّ – صلى الله عليه وسلم – « لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ [13]

"سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے نہیں وہ شخص جس سے اپنا منہ پیٹا، گریبان چاک کیا اور شور مچایا، مانند شور مچانے دور جاہلیت کے۔"

اسی طرح سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لعنَ رسولُ الله النائحة والمستمعة [14]

"رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت کی ہے۔"

ایک روایت میں سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لاَ يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ وَالاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ. وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ

"حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ انہیں چھوڑیں گے: حسب ونسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، تاروں کے ذریعہ سے بارش وغیرہ کی امید رکھنا اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت قائم ہونے کے دن ان پر گندھک کا پیرہن اور کھجلی والی چادر ہوگی۔"

سوگ کے طرق ممنوعہ اقوال فقہاء کی روشنی میں: سوگ کے مذکورہ بالا طریقے فقہاء نے بھی حرام قرار دیے ہیں، چنانچہ عبد الرحمن جزائری لکھتے ہیں:

يحرم البكاء على الميت برفع الصوت والصياح عند المالكية والحنفية وقال الشافعية والحنابلة : إنه مباح أما هطل الدموع بدون صياح فإنه مباح باتفاق وكذلك لا يجوز الندب وهو عد محاسن الميت بنحو قوله : واجملاه واسنداه ونحو ذلك [15]

"میت پر بلند آواز اور چیخ و پکار کے ساتھ رونا شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں مباح جب کہ مالکیہ اور احناف کے ہاں حرام ہے البتہ بغیر چیخ و پکار کے آنسو نکلنا بالاتفاق مباح ہے۔ اسی طرح ندب وغیرہ یعنی میت کے محاسن بیان کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ کہے: کیا ہی خوبصورت اور کیا ہی زیرک اور قابل اعتماد تھا اور اس طرح کے الفاظ۔"

فقہاء نے سوگ کے لیے مخصوص رنگ کے کپڑوں کو مختص کرنا حرام کہا ہے۔ عالمگیریہ میں منقول ہے:

وَلَا يَجُوزُ صَبْغُ الثِّيَابِ أَسْوَدَ أَوْ أَكْهَبَ تَأَسُّفًا عَلَى الْمَيِّتِ قَالَ صَدْرُ الْحُسَامِ لَا يَجُوزُ تَسْوِيدُ الثِّيَابِ فِي مَنْزِلِ الْمَيِّتِ [16]

"میت پر ماتم کرتے ہوئے کپڑے کو سیاہ رنگ میں رنگنا جائز نہیں ہے۔ صدر الحسام فرماتے ہیں کہ میت کے گھر میں کپڑوں کو سیاہ رنگ میں رنگنا جائز نہیں ہے۔"

خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں:

"مغربی تہذیب سے تقلید اور اس سے مرعوبیت کے نتیجے میں مسلمانوں میں بھی سوگ کے بعض ایسے طریقے رائج ہوگئے ہیں جو غیر اسلامی ہیں۔ مثلاً تھوڑی دیر خاموش رہنا، جھنڈے سرنگوں کر دینا، سیاہ پٹیاں باندھنا، ماتمی دھن بجانا، اظہار غم کے یہ سبھی طریقے ناجائز ہیں۔ فطری طور پر بے ساختہ جو آنسو نکل پڑے، صرف اس کی اجازت ہے[17]۔"

میت کی یاد میں شمعیں روشن کرنا

مخصوص ایام میں میت کی یاد میں شمعیں روشن کرنا ایک جدید رسم ہے۔ ہمارے ملک میں بھی بعض انتہائی قابل مذمت اور دردناک واقعات پیش آنے کے بعد کئی موقعوں پر شہداء کی یاد میں شمعیں جلانے کا مشاہدہ راقم نے بذات خود کیا ہے، لہٰذا اس پر تھوڑی تفصیل سے بحث کی جاتی ہے:

روشنی حاصل کرنے کے لیے شمعیں جلانا اسلام میں ممنوع نہیں ہے بلکہ اسلام کے ابتدائی اوقات میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے شمع اور چراغ روشنی حاصل کرنے کے اہم اور بہترین ذرائع کے طور پر

استعمال ہوتے تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: صحیح بخاری، کتاب التفسیر (٦٥)، سورۃ الحشر (٥٩)، باب: ويؤثرون على أنفسهم(٦)، حدیث: ٤٨٨٩، صحیح مسلم، کتاب الاشربہ (٣٧)، باب الأَمْرِ بِتَغْطِيَةِ الإِنَاءِ وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ وَإِغْلاَقِ الأَبْوَابِ وَذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهَا وَإِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ النَّوْمِ وَكَفِّ الصِّبْيَانِ وَالْمَوَاشِي بَعْدَ الْمَغْرِبِ(١٢)، حدیث(٥٣٦٤)

مذکورہ احادیث سے چراغ کا استعمال بطور روشنی ضرور ثابت ہے لیکن چراغ یا شمعیں میت کی یاد میں جلانا کسی حدیث، فقہی نص اور تعامل امت سے ثابت نہیں ہے بلکہ راقم کی تحقیق اور رائے کے مطابق یہ یہودیوں کی مذہبی رسوم کا ایک قدیم لیکن انتہائی اہم حصہ ہے جس پر آج تک یہود انتہائی شدت سے عمل پیرا ہیں اور آج کل کے مسلمان بھی رفتہ رفتہ یہودیت کے اس عمل کو اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا جوڈیزم یہودیت میں شمع جلانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Candles have played a significant role in Jewish ritual life from earliest times. Lighting candles dates back to the TEMPLE when the priests would light a seven-candle candelabra called the MENORAH every day. It is said that this menorah symbolized the mission of ISRAEL to be a light unto the nations (Is 42:6). In modern times, Jews light candles for a variety of reasons: to celebrate holidays, to mark the difference between holy times and secular times, to remember those who have died, and to preserve the Jewish way of worship [18]."

"عہد اول سے یہودیت کی مذہبی رسومات والی زندگی میں شمع نے غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ شمعیں جلانا معبد کی اس قدیم تاریخ کا حصہ ہے جب کہ پادری منورہ کے نام سے ہر روز سات شمعوں والا شمع دان جلاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ منورہ اسرائیل کی مشن کی علامت ہے کہ وہ قوموں کے سامنے روشن رہیں گے۔ عہد جدید میں یہودی کئی وجوہات کے باعث شمعیں روشن کرتے ہیں مثلاً چھٹیاں منانے کے لیے، مادی اور روحانی اوقات میں فرق ظاہر کرنے کے لیے، مرے ہوئے افراد کی یاد میں اور یہودی عبادت کا طریقہ محفوظ رکھنے کے لیے۔"

اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے:

"Candles in the Jewish tradition are not reserved only for times of celebration; they are also used to

commemorate the life of one who has passed away. immediate family members light a YAHRZEIT (anniversary) candle, which is specially designed in a glass to burn safely for 24 hours. Often yahrzeit acandles are also used in remembrance ceremonies for the 6 million Jews who died in the HOLOCAUST [19]."

"یہودی روایات میں شمعیں صرف خوشی اور جشن منانے کے اوقات کے لیے مخصوص نہیں ہیں بلکہ یہود شمع کو مرے ہوئے آدمی کی یادگار کے طور پر بھی روشن کرتے ہیں۔ جس دن کسی آدمی یا عورت کی فوتگی ہوئی ہو تو ہر سال متعلقہ خاندان یاہر زیٹ (سالگرہ) کی شمع جلاتے ہیں جسے ۲۴ گھنٹے احتیاط سے جلانے کے لیے ایک مخصوص گلاس میں خصوصی طور پر ڈیزائن کیا گیا ہوتا ہے۔ عام طور پر سالگراتی شمعیں ان چھ لاکھ یہودیوں کی یاد میں بھی روشن کی جاتی ہیں جو کہ ہولوکاسٹ میں مر چکے ہیں۔"

یاہر زیٹ (YAHRZEIT) کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا لکھتا ہے:

YAHRZEIT *\ 9y!r-0ts&t, 9y|r- \ (Yiddish yortsayt, from yor, "year," and tsayt, "time," "occasion"), also spelled yortzeit, or jahrzeit,in JUDAISM, anniversary of the death of a parent or close relative, commonly observed by burning a candle for an entire day. Yahrzeit apparently developed from an early Jewish custom of fasting on the anniversaries of the deaths of certain important leaders [20]."*

"**یاہر زیٹ:** یہودیت میں والدین یا قریبی رشتہ دار کی موت کا سالگرہ ہے جسے سارے دن شمع جلانے سے منایا جاتا ہے۔ یاہر زیٹ بہ نظر ظاہر یہود کی ایک قدیم رسم کہ مخصوص اہم رہنماؤں کی موت کے سالگرہ کے موقع پر روزہ رکھا جاتا تھا، سے ترقی کرتے ہوئے وجود میں آگئی ہے۔"

جب کہ منورہ (MENORAH) کی پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

MENORAH \ m'-9n+r-' \, in JUDAISM, multibranched candelabrum used in rites during the festival of HANUKKAH. Its essential feature has always been eight receptacles for oil or candles (one lit the first day, two the second, etc.) and a further receptacle for the

shammash ("servant") light, which is set apart and used for kindling the other lights [21].

"منورہ متعدد شاخوں کی شمع دان ہے جو تجہیز و تکفین کی رسومات میں چونوکاہ کی تہوار میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی اہم خصوصیت تیل یا شمع کے لیے آٹھ ظروف ہیں (پہلا پہلے دن اور دوسرا دوسرے دن وغیرہ کو روشن کیا جاتا ہے) اور ایک زائد ظرف شماش (غلامی) لائٹ ہے جسے علیحدہ رکھا جاتا ہے اور باقی آٹھ لائٹس کو روشن کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔"

ذیل میں منورہ کی تصویر دی گئی ہے:

منورہ پر انسائیکلوپیڈیا جوڈیزم نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

"The Menorah (Hebrew lamp) was the sevenbranched candelabra housed in the TEMPLE in JERUSALEM that was kept lit at all times. It had a long straight stem in the center and three curved branches on each side. The image of the Menorah became one of the most common symbols of Judaism; it is found in most ancient and modern SYNAGOGUES and was inscribed on Jewish gravestones dating back to ancient times. HALAKHAH (Jewish law) forbids replicating the

Menorah, but synagogues recall the sacred lamp with pictures and with an ETERNAL LIGHT over the Torah ARK[22].

"منورہ (عبرانی چراغ) سات شاخوں والا شمعدان ہوتا تھا جو یروشلم کے معبد میں ہر وقت روشن رکھا جاتا تھا۔ اس کی مرکز میں ایک لمبی اور سیدھی ڈنڈی اور دونوں اطراف پر تین مڑی ہوئی شاخیں ہوتی تھیں۔ منورہ کی تصویر یہودیت کی سب سے معروف علامات میں سے ایک علامت بن گئی ہے۔ یہ سب سے پرانی اور جدید سیناگاگز (یہودی عبادت خانوں) میں پائی جاتی ہے اور یہودیوں کی قبروں پر کندہ کی جاتی ہے جس کی تاریخ عہد قدیم سے ملتی ہے۔ گو کہ ہلاخاہ (یہودی قانون) منورہ کو ہو بہو نقل کرنا منع کرتا ہے تاہم سیناگاگز مقدس چراغ کو تصاویر اور ایک اندرونی روشنی کے ساتھ تابوت تورات پر دکھاتی ہے۔"

خلاصہ یہ ہوا کہ میت کی یاد میں شمع روشن کرنا کسی نص شرعی سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہود کا طریقہ ہے جسے آج کل کے مسلمان تیزی سے اپنا رہے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ جائز امور میں بھی یہود کی مخالفت پسند فرماتے تھے چہ جائیکہ غیر شرعی امور، چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"عاشوراء کا روزہ رکھو لیکن یہود کی مخالفت کرو (چونکہ یہود صرف عاشوراء کے مخصوص دن کا روزہ رکھتے تھے) لہذا (تم) عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھا کرو[23]۔"

نیز نبی کریم ﷺ نے صراحۃ قبروں پر چراغ جلانے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ[24]

"رسول کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی اور جو لوگ قبور پر مسجدیں بنائیں اور وہاں پر چراغ روشن کریں (ان پر بھی لعنت فرمائی)۔"

امام مناویؒ نے قبر پر چراغ روشن کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ بیان کی ہے:

"یہ بغیر کسی فائدہ کے مال کا ضیاع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے یہ آگ کو میت کے قریب لے جانا ہے جس سے حدیث میں منع آیا ہے بلکہ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے تو میت کے قریب بخور جلانے سے بھی منع فرمایا ہے[25]۔"

ترمذی کی حاشیہ پر اس کی وضاحت لکھتے ہوئے فرمایا ہے:

"قبر پر چراغ روشن کرنے سے منع اس لیے آیا ہے کہ یہ اسراف اور مال کو بلاوجہ ضائع کرنا ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں قبروں کی تعظیم ہے[26]۔"

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مردوں کو نفع پہنچانے کی غرض سے چراغ جلایا جاتا تھا جیسا کہ مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے فرمایا ہے[27]۔

چونکہ مذکورہ باتیں شمع روشن کرنے میں بھی پائی جاتی ہیں لہذا یہ رسم بھی قبر پر چراغ روشن کرنے کی طرح ممنوع ہے۔

خلاصہ

دور جدید میں مغربی تہذیب کی تقلید سے مرعوبیت کے نتیجے میں مسلمانوں میں سوگ کے ایسے نت نئے طریقے رواج پارہے ہیں جو کہ دین اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں مثلاً تھوڑی دیر خاموش رہنا، جھنڈے سرنگوں کردینا، سیاہ پٹیاں باندھنا، ماتمی دھن بجانا وغیرہ۔ اظہار غم کے یہ سبھی طریقے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ اسی طرح اظہار غم کے موقع پر گریبان پھاڑنا، گالوں کو پیٹنا اور نوحہ کرنا وغیرہ جیسے غیر فطرتی طریقے بھی ممنوع ہیں البتہ فطری طور پر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل آنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ سے بذات خود اپنے فرزند سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر اس طرح کا رونا ثابت ہے۔ میت کی یاد میں مختلف موقعوں پر شمعیں روشن کرنا تیزی سے مسلمانوں میں جگہ پاتا جارہا ہے حالانکہ دوسری کئی خرابیوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ عہد قدیم سے یہ یہودیوں کا طریقہ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا ہے لہذا مسلمانوں پر اس جیسے تمام رسومات سے بچنا لازمی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ المائدہ ۵ : ۳۲

2 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب الجنائز (۲۳)، باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون (۴۳)، حدیث ۱۳۰۳

3 صحیح البخاری، کتاب الجنائز (۲۳)، باب: تحد المتوفی عنھا زوجھا اربعۃ اشھر وعشرا (۴۶)، حدیث ۵۳۳۴

4 صحیح البخاری، کتاب الجنائز (۲۳)، باب: تحد المتوفی عنھا زوجھا اربعہ اشھر وعشرا (۴۶)، حدیث ۵۳۳۵

5 سورۃ البقرہ ۲: ۲۳۴

6 جالندھری، مولانا فتح محمد، اردو ترجمہ قرآن: ۶۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

7 صحیح البخاری، کتاب الجنائز (۲۳)، باب: تحد المتوفی عنھا زوجھا اربعہ اشھر وعشرا (۴۶)، حدیث ۵۳۳۶

8 صحیح البخاری، کتاب الجنائز(۲۳)، باب: تحد المتوفی عنھازوجھااربعہ اشہر وعشرا(۴۶)، حدیث ۵۳۳۷

9 تھانوی، محمد اشرف علی، احکام اسلام عقل کی نظر میں: ۲:۱۷۱، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، ۲۰۰۸ء

10 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم ۱: ۶۳۶، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء

11 سورۃ الطلاق ۶۵: ۴

12 صحیح البخاری، کتاب الجنائز(۲۳)، باب: ماینھی عن الحلق عند المصیبۃ(۳۷)، حدیث ۱۲۹۶

13 صحیح البخاری، ، کتاب الجنائز(۲۳)، باب: لیس منا من شق الجیوب(۳۵)، حدیث ۱۲۹۴

14 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الجنائز(۲۱)، باب فی النوح(۹۲)، حدیث ۳۱۳۰، دار الکتاب العربی، بیروت

15 جزائری، عبد الرحمن، الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ۱: ۸۳۵، کتاب الصلاۃ، مبحث البکاء علی المیت ومایتبع ذلک

16 الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلک ومالا یکرہ، ۵: ۳۳۳

17 رحمانی، خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل: ۵:۳۰۵، زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی، ۲۰۱۰ء

18 Sara Karesh and Mitchell M. Hurvitz, Encyclopedia of Judaism, p:78, 31st Street New York, 2006

19 Encyclopedia of Judaism, P:78

20 Britannica Encyclopedia of World religions, P: 1152, Encylopedia Britannica Inc, London, 2006

21 Britannica Encyclopedia of World religions, P: 712

Encyclopedia of Judaism, P:322 22

23 ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، الصحیح ۳: ۲۹۱، کتاب الصیام، حدیث ۲۰۹۵، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء

24 سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز(۲۱)، باب: فی زیارۃ النساء القبور(۸۲)، حدیث ۳۲۳۸

25 مناوی، زین الدین عبد الرؤوف، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵: ۳۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴ء

26 ترمذی، محمد بن عیسی بن سورہ، حاشیۃ السنن ۱: ۱۴۱، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ أن یتخذ علی القبر مسجدا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

27 عثمانی، محمد تقی، درس ترمذی ۲: ۱۰۶، فیصل پبلیکیشنز دیوبند، ۲۰۰۴ء